کیا اس حقیقت سے انکار ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں میں سے بعض کو بعض سے انفرادیت عطا فرمائی؟ کیا یہ سچ نہیں وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَٰتٍ ''اور ان میں سے بعض کے درجات بلند کئے''۔

آقائے نامدار ﷺ کے متعلق ارشاد ہے

رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ''آپ (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں'' (حوالہ الاحزاب۔۴۰)۔اور بتایا

وَقَالُواْ مَالِ هَٰذَا ٱلرَّسُولِ يَأۡكُلُ ٱلطَّعَامَ وَيَمۡشِي فِي ٱلۡأَسۡوَاقِ

''اور وہ کہتے ہیں ''یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے'' (حوالہ الفرقان۔۷)

اور انسان کیلئے جانی پہچانی، معلوم حقیقت یہ ہے

وَمَآ أَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ ٱلۡمُرۡسَلِينَ إِلَّآ إِنَّهُمۡ لَيَأۡكُلُونَ ٱلطَّعَامَ وَيَمۡشُونَ فِي ٱلۡأَسۡوَاقِ

''اور ہم نے آپ (ﷺ) سے قبل رسول نہیں بھیجے سوائے ان کے جو کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے'' (حوالہ الفرقان۲۰)

اور اللہ تعالیٰ نے دوٹوک انداز میں بتایا کہ آپ ﷺ سے قبل بھیجے گئے ان رسولوں میں عیسیٰ علیہ السلام شامل تھے کہ انہیں ان رسولوں سے الگ کوئی خصوصیت حاصل نہ تھی

مَّا ٱلۡمَسِيحُ ٱبۡنُ مَرۡيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدۡ خَلَتۡ مِن قَبۡلِهِ ٱلرُّسُلُ وَأُمُّهُۥ صِدِّيقَةٌ

''مسیح ابن مریم صرف ان ہی کی طرح ایک رسول تھے جیسے ان سے قبل رسول گزر چکے تھے اور ان کی ماں ایک راست باز خاتون تھیں۔

كَانَا يَأۡكُلَانِ ٱلطَّعَامَ وہ دونوں (ماں بیٹا) کھانا کھاتے تھے'' (حوالہ المائدہ۔۷۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے متعلق فرمایا

تِلۡكَ ٱلرُّسُلُ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلَىٰ بَعۡضٍ

''یہ تھے رسول جن میں سے بعض کو بعض پر ہم نے (بعض باتوں اور معاملات) میں فضیلت دی''

وَرَفَعَ بَعۡضَهُمۡ دَرَجَٰتٍ ''اور ان میں سے بعض کے درجات بلند کئے'' (حوالہ البقرۃ۔۲۵۳)۔

وَلَقَدۡ فَضَّلۡنَا بَعۡضَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ عَلَىٰ بَعۡضٍ ''اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے'' (حوالہ الاسراء۔۵۵)۔

یارب! تیرا ہمارے بارے میں یہ کہنا سچ ہے کہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِۦ ہم تیرے رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے (حوالہ البقرۃ۔۱۸۵) اور ہم لوگوں کو بتاتے بھی ہیں کہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ ''ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے'' (حوالہ البقرۃ۔۱۳۶، آل عمران۔۸۴)۔ ہمارا ان سب پر ایمان ہے جن کے اسمائے گرامی ہم جانتے ہیں اور جن کے اسمائے گرامی تو نے ہمیں نہیں بتائے۔ ان سب کو عقیدت و ادب سے ہماری جھکی نگاہوں کے ساتھ سلام ہو۔ یارب! ہم تیرے رسولوں کے مقام و مرتبہ کو سمجھتے ہیں اس لئے کہ ان کے بغیر ہمیں جنت نہیں مل سکتی بلکہ اس لئے بھی کہ تیرے چنے ہوئے اور مختص بندے ہیں جن کے طفیل ہمیں کائنات میں قابلِ فخر مقام حاصل ہے۔ ہم تو صرف تیرے فرمان اور عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عطا کردہ معلومات کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگے ہیں۔

تِلْكَ ٱلرُّسُلُ ''یہ تھے رسول''۔ آقائے نامدار، رسولِ کریم ﷺ پر نازل فرمائے گئے قرآنِ مجید کی سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۵۳ کے اس جملے تک جن رسولوں کا ذکر فرمایا گیا ان میں ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، موسیٰ، سلیمان، عیسیٰ علیہم السلام شامل ہیں۔ اور ان کے متعلق ارشاد فرمایا فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ''جن میں سے بعض کو بعض پر ہم نے (بعض باتوں اور معاملات) میں فضیلت دی''۔ مادہ ''فضل'' باب تفعیل سے کسی کو کسی خاص فضل کی بنا پر دوسروں سے کسی خاص معاملہ میں افضل یا ممتاز، منفرد یا ممیز (Distinct) کر دینے کے معنوں میں آیا ہے یعنی بعض نبیوں اور رسولوں کو بعض دوسروں سے بعض معاملات میں انفرادیت حاصل تھی۔ ایک ہی پانی سے سیراب ہونے والے درختوں اور پودوں کے پھلوں کو ایک دوسرے پر فضیلت دینے کا ذکر ہوا ہے یعنی وہ ذائقے، رنگ، خوشبو، افادیت اور تاثیر کے حوالے سے الگ الگ خصوصیات اور انفرادیت کے حامل ہیں (حوالہ سورۃ الرعد۔۴)۔ ''فضل'' ''نقص (کمی) کی ضد ہے۔ جناب راغب نے کہا ہے کہ اس کے معنی کسی چیز کا متوسط ضرورت سے زائد ہونا۔ قرآنِ مجید کو قلبِ رسولِ کریم ﷺ پر نازل کرنے کو فضل کہا گیا (حوالہ البقرۃ۔۹۰)۔ معاش (زندگی کی خوش حالی اور معاشی فارغ البالی) فضل ہے (حوالہ البقرۃ ۔۹۸، آل عمران ۱۸۰، النساء ۳۲، ۳۷)۔ کامیابی اور کامرانیوں کیلئے بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے اور اللہ اور رسولوں پر ایمان لانے کی توفیق بھی اللہ کا فضل ہے (حوالہ الحدید۔۲۱)۔ لفظ ''فضیلت'' سے جو تصور اور تاثر ہمارے ذہنوں میں ابھرتا ہے ان معنوں میں قرانِ مجید میں الانعام کی آیات ۸۳ تا ۸۷ میں اسکا استعمال ہوا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا ان کے ناموں کے ساتھ تذکرہ کرتے ہوئے اور نام لئے بغیر ان کے آباؤ اجداد، اولاد اور بھائیوں میں سے بعض کو شامل کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے انہیں عالمین میں فضیلت عطا فرمائی اور ان کو منتخب کیا تھا۔

فَبَعَثَ ٱللَّهُ ٱلنَّبِيِّـۧنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ ٱلْكِتَـٰبَ بِٱلْحَقِّ

''پھر نبیوں کو خوشخبری دینے اور خبردار کرنے کیلئے مبعوث فرمایا اور ان تمام کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی'' (حوالہ البقرۃ ۲۱۳)

مَعَهُمُ (ان تمام کے ساتھ) سے واضح ہے کہ کوئی ایک نبی بھی ایسے نہیں جن کے ساتھ کتاب نازل نہ ہوئی ہو۔ تمام کے تمام نبیوں کے ساتھ کتاب نازل ہوئی۔ نبی اور رسول میں فرق نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحدید کی آیت ۲۵ میں بتایا ہے:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِٱلْبَيِّنَٰتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ ٱلْكِتَٰبَ

''ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل دے کر بھیجا اور ہم نے ان سب کے ساتھ کتاب نازل فرمائی''

نبی اور رسول میں فرق نہیں ہوتا کیونکہ غیر مبہم انداز میں بتا دیا:

فَبَعَثَ ٱللَّهُ ٱلنَّبِيِّـۧنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ اس لئے اللہ نے نبیوں کو مبعوث فرمایا۔ حیثیت، مقصد بتایا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ۔ کیا رسولوں کی حیثیت، مقصد نبیوں سے کچھ الگ تھا؟ نہیں! فرمایا:

وَمَا نُرْسِلُ ٱلْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ''اور ہم نے رسولوں کو نہیں بھیجا سوائے مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ کے طور پر۔ (حوالہ الانعام ۴۸، الکہف۔۵۶) فَهَلْ عَلَى ٱلرُّسُلِ إِلَّا ٱلْبَلَٰغُ ٱلْمُبِينُ ٥

''تو کیا رسولوں پر صاف صاف پیغام پہنچا دینے کے سوا بھی کوئی ذمہ داری ہے؟'' (حوالہ النحل۔۳۵)

نبیوں، رسولوں میں حیثیت، مقصد، فرائض کے حوالے سے بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اس نے بعض کو انفرادیت اور بلند درجات عطا فرمائے۔ اس کی چند مثالیں دیکھتے ہیں۔

قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا

(رب نے ابراہیم علیہ السلام سے) کہا ''میں آپ کو لوگوں کا امام بنانے لگا ہوں'' (حوالہ البقرۃ۔۱۲۴)

(حیات سے قبل کیا کوئی امام ہوتا ہے یا کہلا سکتا ہے؟۔ اللہ تعالیٰ (جَاعِلُ) امام مقرر فرماتے ہیں اور یہ لوگوں کے عمل اور روش کے اظہار کے بعد کا مرحلہ ہے۔ حوالہ البقرۃ۔۱۲۴)۔ اور ہمیں یہ بھی بتایا

وَٱتَّخَذَ ٱللَّهُ إِبْرَٰهِيمَ خَلِيلًا ٥ ''اور اللہ نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنا دوست بنایا تھا'' (حوالہ النساء۔۱۲۵)۔

مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ ٱللَّهُ ''ان (رسولوں) میں وہ بھی تھے جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا'' (حوالہ البقرۃ۔۲۵۳)۔

وَكَلَّمَ ٱللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا

''اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) سے بات چیت (دو ہستیوں کے مابین گفتگو) کے انداز میں کلام کیا تھا'' (حوالہ النساء۔۱۶۴)۔

عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق پورے قرآنِ مجید میں یہ انفرادیت (فضیلت) کہیں نہیں بتائی گئی کہ وہ دنیا میں دوبارہ بھیجے جائیں گے۔عیسیٰ علیہ السلام کی ایک واضح انفرادیت یہ ہے

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ ٱللَّهِ كَمَثَلِ ءَادَمَ

''بیشک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی مثال ہے''۔

پیکرِ عفت وحیا سیدہ مریم صدیقہ کو ہمارا سلام ہو۔اوران کی ایک دوسری انفرادیت سورۃ البقرۃ کی آیت ۸۷اور۲۵۳ میں یہ بتائی

وَءَاتَيْنَا عِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ٱلْبَيِّنَٰتِ وَأَيَّدْنَٰهُ بِرُوحِ ٱلْقُدُسِ

''اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو کھلے اور واضح معجزے عطا کئے اور روح القدس سے انہیں قوت دی''۔

ان عطا کردہ ٱلْبَيِّنَٰتِ کی تفصیل آلِ عمران کی ۴۹ اور المائدہ کی آیت ۱۱۰ میں ہے اوران کو بطور احسان ،نعمت روز قیامت یاد بھی کرایا گیا ہے اور یہ بھی یاد کرنے کا کہا جائے گا إِذْ أَيَّدتُّكَ بِرُوحِ ٱلْقُدُسِ ''جب میں نے تجھے روح القدس سے قوت دی'' (حوالہ المائدہ۔۱۱۰)۔ایک انفرادیت یہ ہے وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ''اور بنی اسرائیل کی جانب رسول'' (حوالہ آلِ عمران۔۴۹)۔ عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے سے قبل تمام رسولوں سے انفرادیت یہ ہے کہ مبشر تھے آقائے نامدار ﷺ کی آمد کے اور مئوذن تھے ختم نبوت کے۔انہوں نے بنی اسرائیل سے خود فرمایا تھا

وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُولٍ يَأْتِى مِنۢ بَعْدِى ٱسْمُهُۥٓ أَحْمَدُ

''اور مبشر (بشارت دینے والا) ہوں اپنے بعد ایک رسول کی آمد کا ،جن کا اسم ہے احمد (ﷺ)'' (حوالہ سورۃ الصف۔۶)

آقائے نامدار،رسولِ کریم ﷺ سے قبل جتنے بھی رسول بھیجے گئے بستیوں اور قوموں کی طرف بھیجے گئے۔وہ زمان ومکان کے حوالے سے پہچانے گئے لیکن سلام ہو ہمارے آقا پر جن کی ذات اقدس کو زمان ومکان میں محدود نہیں کیا گیا لامحدود کر دیا گیا۔وہ زمان و مکان سے نہیں زمان ومکاں ان سے ہے۔آپ ﷺ کی انفرادیت اور فضیلت یہ ہے

وَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَٰلَمِينَ ﴿١٠٧﴾ ''اور ہم نے آپ (ﷺ) کو نہیں بھیجا مگر تمام عالمین کیلئے رحمت''۔

آقائے نامدار ﷺ کی انفرادیت اور فضیلت یہ ہے کہ آپ کو سِرَاجًا مُّنِيرًا کے طور پر بھیجا ہے (حوالہ الاحزاب۔۴۶)۔

اور کائنات اور عالمین میں آپ ﷺ کی سب سے منفرد اور ممتاز حیثیت یہ ہے کہ آپ مَقَامًا مَّحْمُودًا پر فائز ہیں (حوالہ الاسراء۔۷۹)۔میرے آقا،آقائے نامدار رحمت للعالمین پر درود وسلام ہے ہر لمحہ صبح وشام۔آپ ﷺ کی ایک انفرادیت یہ ہے

رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین (حوالہ الاحزاب۔۴۰)۔

خاتم النبیین ﷺ کی انفرادیت اور فضیلت یہ ہے

وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا

'اور (اے رسول کریم) ہم نے آپ (ﷺ) کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کیلئے خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا'' (حوالہ سباء۔۲۸)

آقائے نامدار ﷺ کی ایک فضیلت یہ ہے

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانُ لِأُنذِرَكُم بِهِۦ وَمَنۢ بَلَغَۚ

(آپ ﷺ فرمائیں) ''اور یہ قرآنِ مجید میری طرف وحی کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعے میں تمہیں بھی خبردار کروں اور انہیں بھی جنہیں قرآنِ مجید پہنچا''

آقائے نامدار ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ روز قیامت تک ہر اُس انسان کیلئے نَذِيرٌ خبردار کرنے والے ہیں وَمَنۢ بَلَغَۚ ''اور جسے قرآنِ مجید پہنچا''۔ لیکن یہ بھی فرماتے ہیں وَمَآ أَنَا۠ عَلَيۡكُم بِحَفِيظٍ ''اور میں تم لوگوں پر کوئی نگہبان نہیں''۔

میرے آقا میری نگہبانی نہیں فرمارہے اس لئے اپنے دست مبارک سے قرآنِ مجید کے علاوہ لکھ کر مجھے کچھ نہیں دیا۔ ان کے ذمہ مجھ تک قرآنِ مجید پہنچانا تھا اور آپ ﷺ کو میری جانب سے ہر لمحہ درود وسلام پہنچے کہ قرآنِ مجید مجھے مل گیا ہے اور اس کیلئے اپنے رب کا شکرگزار اور احسان مند ہوں اور اس سے دوریوں کیلئے اللہ رب العزت اور آقائے نامدار ﷺ دونوں سے شرمندہ ہوں اور آپ دونوں سے معافی کا خواستگار ہوں۔ آپ رحیم ہیں معاف فرمادیں۔ آقائے نامدار ﷺ نے وہی بات ہم سے کہی جو اللہ نے ان سے کہی

فَإِنۡ أَعۡرَضُواْ فَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ عَلَيۡهِمۡ حَفِيظًاۖ

''پھر اگر وہ اعراض برتتے ہیں تو ہم نے آپ (ﷺ) کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا۔

إِنۡ عَلَيۡكَ إِلَّا ٱلۡبَلَٰغُۗ آپ کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے'' (حوالہ الشوریٰ۔۴۸) آپ ﷺ نے قرآنِ مجید پہنچا دیا اور

إِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا ٱلذِّكۡرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ ۝٩

''ہم نے اس ذکر (قرآنِ مجید) کو نازل کیا ہے اور اس کی حفاظت کے ذمہ دار بھی ہم ہیں'' (الحجر۔۹)

زمان کی گزرگاہ میں اسکی محفوظیت کی ضمانت جس نے ذمہ لی اس کی ضمانت قابل بھروسہ ہے کیونکہ یقین ہے کہ زندہ ہے اور مرے گا نہیں

وَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱلۡحَيِّ ٱلَّذِي لَا يَمُوتُ ''اور اس زندہ پر بھروسہ کر جو مرے گا نہیں''۔

قرآنِ مجید جب تک پورا نازل نہیں ہوا تھا اس وقت تو بعض لوگوں کے ذہن میں بعض سوال اٹھ سکتے تھے جن کے جواب پانے کی انہیں آقائے نامدار ﷺ سے خواہش ہو سکتی تھی۔ قرآنِ مجید مکمل نازل ہو چکا اور آقائے نامدار ﷺ کے ذمہ قرآنِ مجید پہنچانا تھا جو انہوں نے ہمیں من وعن تحریر میں پہنچا دیا ہے۔ کیا اب آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ان سے بہ نفس نفیس سوال پوچھنے کی بھی حاجت رہ جاتی ہے؟ کیا ہمارے لئے قرآنِ مجید کافی نہیں جس کے متعلق مالک الملک کا دعویٰ یہ ہے

مَّا فَرَّطْنَا فِى ٱلْكِتَـٰبِ مِن شَىْءٍ

''ہم نے (نازل کردہ) کتاب میں کسی شئے (کے بیان) میں کمی نہیں چھوڑی'' (حوالہ الانعام۔۳۸)۔

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَـٰبَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ (حوالہ العنکبوت۔۵۱)

'' کیا ان لوگوں کیلئے کافی نہیں ہوا ہمارا آپ (ﷺ) پر قرآنِ مجید (الکتاب) کا نازل کرنا جو اُن پر پڑھا جاتا ہے؟''

اللہ رب العزت نے اپنے رسولوں کے متعلق جس انفرادیت اور فضیلت کا اظہار فرمایا ہے اس سے متضاد کوئی ایسی بات کہنا جو کسی بھی رسول کے متعلق ان کی انفرادیت اور فضیلت کو ایک مختلف انداز اور رنگ میں پیش کرے یا ان کے متعلق کوئی ایسی خیال آرائی کرنا جس سے ایک دوسرے رسول کی بتائی گئی انفرادیت اور فضیلت متاثر ہوتی ہو تو کیا یہ ہمارے اس اقرار کی نفی نہ ہوگی؟

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ ''ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے''۔

اور کیا ان کی انفرادیت اور فضیلت کو ایک مختلف انداز اور رنگ میں پیش کرنا ہمارے اس دعوے کی نفی نہیں ہوگی کہ ہم اللہ کے رسولوں کا ادب کرتے ہیں؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ عین میدان جنگ میں جب اللہ کے رسول اور اُن کے ساتھ ایمان والوں کی زندگیوں کو خطرات لاحق ہوتے ہیں تو اس وقت نماز کا انداز تو بدل دیا جاتا ہے لیکن رسول اللہ کی امامت ہی میں پڑھائی جاتی ہے؟

کیا عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی کے تخیل میں یہ کہنا ادب کے منافی نہیں کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کے رسول اور انسانوں کیلئے اس کی ایک نشانی قرار پانے والے عیسیٰ علیہ السلام ایک عام مسلمان کے پیچھے نماز پڑھیں گے؟

اگر ظن وگمان کی اس بات کو معاذ اللہ تسلیم کر لیا جائے تو پھر اس منظر کو دیکھنے سے کیا آپ انکار کر سکتے ہیں؟ نماز پڑھانے والے امام نے سورۃ البقرۃ کی تلاوت کر دی تو اس مقام پر پہنچ کر یہ منظر بنے گا کہ (معاذ اللہ) اللہ کے رسول عیسیٰ علیہ السلام مقتدیوں کے ساتھ کھڑے ہوں گے لیکن امام کہے گا تِلْكَ ٱلرُّسُلُ ''یہ تھے رسول''

اور کیا آپ اس منظر کو دیکھنے کا گمان کر سکتے ہیں؟ سیدہ مریم صدیقہ کے کسی مرد کے بن چھوئے پیدا ہونے والے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام مقتدیوں میں کھڑے ہیں اور امام صاحب تلاوت کرتے ہوئے مقتدیوں کو سناتے ہیں

هُوَ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا ۖ

''وہی ہے جس نے تم لوگوں کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس میں سکون (راحت) پائے

فَلَمَّا تَغَشَّىٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِۦ ۖ

پھر جب وہ اسے ڈھانپ لیتا ہے تو وہ ہلکا سا حمل اٹھا لیتی ہے اور اسے لئے پھرتی ہے'' (حوالہ الاعراف۔۱۸۹)

فَإِنَّا خَلَقْنَٰكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ

(اے لوگو! اگر تمہیں دوبارہ جی اٹھنے میں شک ہے) ''تو (دیکھو) ہم نے تمہیں مٹی سے بنایا اور بعدازاں نطفے سے'' (الحج۔۵)

وَٱللَّهُ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ

''اور اللہ نے تم لوگوں کو مٹی سے بنایا، اور بعدازاں ایک نطفے سے'' (حوالہ فاطر۔۱۱)

هُوَ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ

''اسی اللہ نے تم لوگوں کو مٹی سے بنایا، بعدازاں ایک نطفے سے'' (حوالہ غافر۔۶۷)

أَلَمْ نَخْلُقكُّم مِّن مَّآءٍ مَّهِينٍ ﴿٢٠﴾

'' کیا ہم نے تم لوگوں کو ایک حقیر پانی میں سے نہیں بنایا؟'' (المرسلات۔۲۰)

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ

''اے انسانوں! ہم نے تم لوگوں کو ایک مرد اور ایک عورت (کے باہمی اختلاط) سے پیدا کیا ہے'' (حوالہ الحجرات۔۱۳)

امام صاحب کی تلاوت کی ہوئی ان باتوں کو سچ مانا جائے گا یا پیچھے کھڑے ایک زندہ انسان کو حقیقت ماننا پڑے گا کہ وہ یقیناً بغیر مرد کے تخلیق ہوئے ہیں؟

اس سے تو کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ ۚ ''جنت کو اُن لوگوں کیلئے وجود پذیر کیا گیا ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے'' (حوالہ الحدید۔۲۱) عیسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان لانا جنت کا حقدار بننے کیلئے بنیادی شرط ہے۔ اور اس بنیادی شرط سے کسی شخص کو بھی استثناء حاصل نہیں چاہے وہ فتح سے پہلے ایمان لانے والا ہو یا ان کے بعد۔ اگر

اس تخیل کو تسلیم کر لیا جائے کہ ایک دن عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں واپس آئیں گے اور مقتدی بن کر نمازیں بھی پڑھیں گے تو کسی نماز میں امام صاحب نے سورۃ الحدید ہی تلاوت کرنا شروع کر دی تو پھر ان لوگوں کے حوالے سے جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کی وجہ سے جنت کے حقدار بنے تھے عیسیٰ علیہ السلام کو یہ بھی سننا پڑے گا

لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ

(قرآنِ مجید سننے والو) 'تم لوگوں میں سے کوئی ایک بھی اُن کے برابر، اُن جیسا نہیں ہو سکتا جس نے فتح سے پہلے مال خرچ کیا اور جنگ کی اُن کا درجہ و مقام ان سے بہت بڑا ہے جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور جنگ کی۔ اور اللہ نے سب سے اچھا وعدہ کیا ہے'' (حوالہ الحدید۔۱۰)

آقائے نامدار ﷺ روزِ قیامت تک تمام انسانوں کو خبردار کرنے والے ہیں

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ

(آپ ﷺ فرمائیں) ''اور یہ قرآنِ مجید میری طرف وحی کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعے میں تمہیں بھی خبردار کروں اور اسے بھی جسے قرآنِ مجید پہنچا'' (حوالہ الانعام۔۱۹)

اگر عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں آتے ہیں تو کیا ان میں شمار نہیں ہوں گے ''جسے قرآنِ مجید پہنچا''؟

کیا اللہ کے رسول کو بھی خبردار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے؟

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٩﴾

'آپ ﷺ فرمائیں ''اے لوگو! میں تم لوگوں کے لئے واضح اور کھلے انداز میں خبردار کرنے والا ہوں'' (الحج۔۴۹)

اب جو کوئی بھی غفلت سے بیدار اور خبردار ہونا چاہتا ہے اس کیلئے ذریعہ اور وسیلہ صرف قرآنِ مجید ہے اور جو تخیل کی پرواز میں رہنا چاہتے ہیں ان کی اپنی مرضی ہے۔ آقائے نامدار ﷺ پر درود و سلام ہے ہر لمحہ صبح و شام۔ آئیں تخیل کی دنیا سے نکل کر حقیقت کی دنیا میں آئیں اور کہیں اور کثرت سے دہرائیں

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٨٠﴾

''پاک ہے آپ (ﷺ) کا رب، عزت، غلبہ و قوت والا رب، اس سے جو تخیلاتی باتیں وہ بناتے ہیں

وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ﴿١٨١﴾

اور سلام ہے رسولوں پر۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٢﴾

اور تمام تعریف اللہ رب العالمین کیلئے ہے'' (الصافات۔۱۸۰۔۱۸۲)